ڈاکٹر سید تقی عابدی کا
تجدیدی کارنامہ :
فیضؔ فہمی

اردو ادب کے عالمی شہرت یافتہ فن کاروں میں فیضؔ کا شمار ہوتا ہے۔ترقی پسند شعراء کے ہجوم میں انھیں نمایاں حیثیت حاصل ہے۔ترقی پسند تحریک ، جسے اردو ادب میں تہلکہ، جوش، ولولہ اور نعرے بازی سے تعبیر کیا گیا،فیضؔ اسی سے وابستہ تھے۔لیکن تعجب ہوتا ہے کہ ترقی پسند تحریک سے وابستگی کے باوجود،فیضؔ کے یہاں وہ جوش، وہ ولولہ اور وہ گھن گرج موجود نہیں ہے۔پھر بھی فیضؔ اپنے عہد کے اہم شعراء میں شمار کئے جاتے ہیں...؟

اس شہرت اور مقبولیت کے پسِ پردہ فیضؔ کی اپنی ذاتی شخصی صلاحیت اور اُورِجنلٹی پوشیدہ ہے۔جس میں اُن کے امن پسندانہ مزاج کو بڑا دخل حاصل رہا ہے۔شاید اس امن پسندانہ رویّے ہی کی بناء پر انھوں نے نرم و نازک اور ملائم لب ولہجہ اختیار کیا۔ترقی پسندی کے ساتھ ادبی روایت کو قائم رکھا، ماضی کے نہاں خانوں میں جھانکا، حال پر نظر رکھتے ہوئے اس کا تجزیہ کیا اور مستقبل کے خواب بھی دیکھے...

لہٰذا یہ کہنا مناسب ہوگا کہ فیضؔ کی اپنی شعری کائنات ہے، جو اپنے ہم عصر شعراء سے مختلف ہے۔ان کی شاعری جذبات ،احساسات ،تفکرات کا خزانہ ہے۔غمِ جاناں اور غمِ روزگار کا آئینہ خانہ ہے، رومان اور انقلاب کا حسین سنگم ہے۔شاعری کے مختلف ذائقے ان کے یہاں ملتے ہیں۔مخملی، ریشمی الفاظ اور لہجے کے دھیمے پن نے ان کے یہاں بلا کی تاثیر پیدا کردی ہے ۔ یہ تاثیر اُن کے عمیق جذبات گہرے احساسات کی بدولت ہے۔جس کی ترجمانی میں فیضؔ نے ایسے عام فہم، دلکش اور دلنشین الفاظ کا انتخاب کیا ہے، جن سے تاثرات اور تشریحات کے کئی مثبت پہلو نکلتے ہیں ۔عام فہم اور سلسبیل زبان کے استعمال کے سبب ان کی شاعری رواں دواں معلوم ہوتی ہے۔قاری کے دل کے تاروں کو چھیڑتے ہوئے، اس کے احساسات کی تہوں کو پہنچ جاتی ہے۔

یہ سب اس لئے بھی ہے کہ فیضؔ نے جن لفظوں کا انتخاب کیا ہے، ان میں ایک طرح کی غنائیت اور موسیقیت پائی جاتی ہے۔غالباً موسیقی دنیا کی محبوب فنِ لطیف ہے، اس لئے فیضؔ کے خیالات اور احساسات، قاری کے دل میں پیوست ہونے لگتے ہیں۔رومان و انقلاب پسند لوگوں کی غمِ جاناں اور غمِ روزگار کے ماروں کی ، دنیا

میں کبھی کوئی کمی نہیں رہی ہے ،جس کی بناء پر فیضؔ اور قاری کے جذبات اور احساسات ہم آہنگ ہونے لگتے ہیں اور فیضؔ کا قاری کے ساتھ مسلسل رشتہ قائم رہتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ جب فیضؔ کے کلام کا دنیا کی مختلف زبانوں میں ترجمہ ہوا تو اسے بے شمار لوگوں نے پسند کیا۔ یہ فیضؔ کی مقبولیت اور کامیابی کا بین ثبوت ہے اور اس بات کی بھی روشن دلیل ہے کہ فیضؔ کو عالمی شعراء کی صف میں کھڑا کیا جاسکتا ہے۔

ان سب کے علاوہ فیضؔ کی مختلف جہتیں ہیں ،مختلف پہلو ہیں۔ مثلاً وہ بڑے شاعر تو تھے ہی ، مدرس بھی تھے ،ترقی پسند تحریک کے اہم معمار تھے ،فوج کے کرنل ،سیاسی کارکن ،ٹریڈ یونین لیڈر، براڈ کاسٹر اور ایک روشن خیال صحافی بھی تھے۔ اس لئے ضروری تھا کہ ایک کثیر صفات شخصیت کے تمام گوشوں کو اجاگر کیا جائے۔ ڈاکٹر سید تقی عابدی نے اس ہمہ گیر کام کو انجام دینے کا عزم مصمم کیا اور کتاب فیض فہمی کی شکل میں ایک قابل دید، واجب داد، لائق رشک ،مناسب تقلید اور مستحق ستائش کارنامہ انجام دیا ہے۔

ڈاکٹر سید تقی حسن عابدی، عالمی سطح پر ابھرنے والا ،اردو کا ایک بڑا نام ہے۔ وہ شاعر وادیب ،محقق و ناقد ،ماہر رثائی ادب اور شگفتہ بیان مقرر کے روپ میں ،حلقۂ علم وادب میں ،اپنی شناخت قائم کر چکے ہیں۔ ان پر گفتگو کا سلسلہ بھی شروع ہو چکا ہے۔ مشت از خروارے ان کی علمی وادبی خدمات کا مختصر ترین تعارفی خاکہ ذیل میں بیان کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔

ڈاکٹر سید تقی عابدی، سیماب صفت ،متجسس ،پہلودار اور نہایت سرگرم شخصیت کے مالک ہیں۔ ان کی شخصیت کی تعمیر میں ہندوستانی خمیر پوشیدہ ہے۔ وہ حیدرآباد سے تعلق رکھتے ہیں، جو ہمارے ادب کا قدیم مرکز رہا ہے۔ یہیں سے انھوں نے ایم. بی. بی. ایس. کی سند پائی اور ایم. ایس (برطانیہ) ایف. سی. اے. پی. (امریکہ) ایف. آر. سی. پی. (کینیڈا) سے طبی اسناد حاصل کیں۔ ہندوستان اور دیگر ممالک سے حاصل کیا ہوا علمی وطبی سرمایہ سعودی عرب، ایران، امریکہ اور فی الحال کینیڈا میں ایک طبیب کی حیثیت سے تقسیم کر رہے ہیں۔ ایک طرف جہاں وہ جسم وصحت کے طبیب ہیں، وہیں اردو ادب کے شدید امراض کے بھی معالج ہیں۔ یہ بات کچھ کم تعجب خیز نہیں کہ بروقت ایک شخصیت میں دو مخالف اور متضاد جہتیں کس طرح موجود رہ سکتی ہیں، معالجہ کی مصروف کن زندگی میں وہ ادب کے کاموں کے لئے کس طرح وقت نکالتے ہیں اور وہ بھی شاعری ،تحقیق ،تنقید، تدوین، ترتیب، تالیف وغیرہ جیسے مختلف ومتضاد میدان کے لئے...؟ لیکن ڈاکٹر تقی عابدی، حیرت انگیز طور پر اس عمل میں برسہا برس سے مصروف عمل ہیں۔ گذشتہ تقریباً ۳۵ رپینتیس برس میں ان کی تقریباً ۴۰ رچالیس کتابیں طباعت کی روشنائی دیکھ کر منصۂ شہود پر آچکی ہیں اور یہ سفر جاری ہے۔

یہ سب کتابیں کئی اہم موضوعات اور اصناف کا احاطہ کرتی ہیں۔ جن میں حیات وشخصیات ،فنون ،کلام کے مجموعے ،دیوان ،فنکاروں کی شعری و ادبی خدمات ،کلام کی تشریحات ،نعت ،منقبت ،سلام ،نوحہ

جات،قصائد،مراثی،مثنویات،منظومات،رباعیات،خطبات،مقدمات،مقالہ جات نیز غالبیات،دبیریات،انیسیات،اقبالیات اورنجمیات(نجم آفندی)وغیرہ شامل ہیں۔انکی مختلف شائع شدہ کتابوں اوران کی متنوع ادبی خدمات پر دنیا کے مختلف اداروں اور انجمنوں نے انھیں انعامات واعزازات سے سرفراز کیا ہے۔ایسی ہی فیضیات پر مشتمل ایک کتاب ''فیض فہمی'' کا ذیل میں جائزہ لینے کی کوشش کی جارہی ہے۔

ڈاکٹر تقی عابدی کی کتاب ''فیض فہمی''۱۴۰۲صفحات پر مشتمل ہے۔اب تک فیضیات پر شائع ہونے والی کتابوں میں ہر لحاظ سے سب سے زیادہ ضخیم اور جامع کتاب ہے بلکہ انسائیکلوپیڈیا کی حیثیت رکھتی ہے۔کتاب میں شامل ۱۶۲مضامین ومقالات کے تحت فیض کی شعری ونثری خدمات،حیات وکائنات اورمختلف جہات کے تمام تر پہلوؤں پر بھر پور روشنی ڈالی گئی ہے۔

''فیض فہمی'' کے ذریعے ڈاکٹر تقی عابدی نے فیض کے ان گوشوں کو تلاشنے کی کوشش کی ہے جو دھندلے رہ گئے تھے۔انھوں نے غیر جانب دار ہوکر فیض کی شخصیت کے متنوع پہلوؤں کا کیا ہےاوراس عمل میں کہیں بھی جانب داری،مداحی یا قصیدہ خوانی کی حدودکونہیں چھوا ہے بلکہ بڑی عرق ریزی،جاں فشانی،بالغ نظری اورتنقیدی بصیرت کے ساتھ ''فیض فہمی'' مرتب کی ہے اورفیض کے متعلق مختلف ادوار کے محققین اورناقدین کے مضامین ومقالات کو جمع کر کے اس طرح ترتیب دیا ہے گویا فیض کے متعلق بکھرے جواہرات کاایک بڑاقیمتی خزانہ پیش کردیا ہے۔

جن محققین نے فیض پرکوئی تحقیقی کام کرنے کا خواب دیکھا ہوگا،''فیض فہمی'' صحیح معنوں میں ان تمام خوابوں کی تعبیر ہے۔خصوصاًان ریسرچ اسکالرس کے لئے،جوفیض تحقیقی کام کررہے ہیں یاکریں گے،ان کے لئے ڈاکٹر تقی عابدی کا یہ بیش بہاقیمتی تحفہ ہے۔

ڈاکٹر تقی عابدی کی زیر نظر تالیف،دیگر مرتب کردہ کتابوں سے مختلف اور بہتر ہے ورنہ بیشتر یہ ہوتا ہے کہ کتابوں کی تعداد میں اضافہ کرنے کی خاطر مرتبین حضرات اکثر کتابوں مقدمہ،پیش لفظ،تعارف یا حرف اوّل وغیرہ عنوانات کے ذریعے کوئی مضمون تحریر کردیتے ہیں اور دیگر اہل قلم کے مضامین ومقالات کوشامل کر کے خود صاحب کتاب بن جاتے ہیں۔ڈاکٹر تقی عابدی کی کتاب ''فیض فہمی''دیگر مرتبہ کتابوں اس لئے بھی مختلف ہے کہ خودانھوں نے اس کتاب میں فیض پرتقریباً۵۰مضامین سپرد قلم کئے ہیں۔جوتنقیدی،تحقیقی اورتاریخی اہمیت کے حامل ہیں۔اگر''فیض فہمی'' سے ڈاکٹر تقی عابدی کے مضامین کوعلیحدہ بھی کردیاجائے تب بھی موصوف کی فیض پر باقاعدہ ایک کتاب بن سکتی ہے۔علاوہ اس کے موصوف نے،جن ادباء کے مضامین کو''فیض فہمی''میں یکجا کیا ہے،ان کے فیض پراور بھی کئی مضامین ملتے ہیں،بلکہ چندادباءکی فیض پر کتابیں بھی موجود ہیں لیکن جس باریک بینی کے ساتھ ڈاکٹر تقی عابدی نے مضامین کاانتخاب کیا ہے،وہ خوب سے خوب تر ہے۔ان سب کے علاوہ،اس میں فیض کا غیر مدون کلام بھی موجود ہے،جوان کے کلیات''نسخہ وفا''میں بھی موجود نہیں ہے نیز فیض پر لکھے گئے مضامین ومقالات اور کتب ورسائل کی ایک طویل فہرست موجود ہے،جن سے موصوف کے وسیع مطالعے اور تحقیقی شعور کا اندازہ ہوتا ہے۔یقیناً ان کی مرتب کردہ مضامین و مقالات اورکتب ورسائل کی فہرست،فیض پر تحقیقی کام کرنے والوں کے لئے مشعل راہ ثابت ہوگی۔

فیض کوترقی پسند تحریک کا اہم علم بردار تسلیم کیا جاتا ہے۔اپنے عہد کے بڑے شعراء میں،ان کا شمار ہوتا ہے لیکن ان کی نثر نگاری اور خصوصاً صحافت کے متعلق اردو ادب میں سیر حاصل گفتگو کا فقدان نظر آتا ہے۔جب کہ فیض کوصحافت

سے بھی خاصہ لگاؤ تھا۔مثال کے طور پر، جب کلکتہ میں ''اقبال چیئر'' قائم ہوئی تو سب سے پہلے فیضؔ کا ہی انتخاب کیا گیا تھالیکن انھوں نے ادارت کواولیت دی تھی۔اس طرح،ان کے بعد ڈاکٹر مظفر حنفی کو فائز کیا گیا تھا۔اس نہج پر پہنچ کر فیضؔ کی زندگی میں صحافت کی اہمیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔اس لحاظ سے بھی ''فیضؔ فہمی''میں خاطر خواہ مواد دستیاب ہے اور فیضؔ کی نثری وصحافتی خدمات کے متعلق، جو تشنگی ہے اسے کافی حدتک دور کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

چنانچہ ڈاکٹر تقی عابدی نے ''فیضؔ فہمی''میں ان تمام پہلوؤں کا احاطہ کرنے کی ہر ممکن کوشش کی ہے، جن کے بغیر فیضؔ شناسی اور فیضؔ فیمی ناگزیر ہے۔مثلاً فیضؔ کو سمجھنے کے لئے،ان کے سیاسی افکار کو جاننا نہایت ضروری ہے۔اس سلسلے میں ڈاکٹر عابدی کا مضمون ''فیضؔ اور ایرانی انقلاب'' بڑے خاصہ کی چیز ہے۔یہی نہیں فیضؔ شناسی کے لئے انھوں نے ،اس کتاب میں فیضؔ کی بعض ایسی نادر تصاویر اور خطوط کو بھی شامل کردیا ہے،جس کے آئینے میں فیضؔ کو زیادہ نزدیک سے دیکھنے،سمجھنے کا موقع ملتا ہے۔ایسے حالات و واقعات بھی خود فیضؔ کے ذریعے سامنے آجاتے ہیں، جو مضامین و مقالات اور کتابوں میں نہیں ملتے۔اس لئے کہنا مناسب ہوگا کہ واحد اس کتاب میں ،کئی کتابوں کی خوبیاں اور عرق موجود ہے۔فیضؔ کی ادبی، شعری ،نثری ،صحافتی خدمات،اس کی اہمیت و افادیت ،زندگی کے حالات واقعات،سیاسی،سماجی،مذہبی افکار وخیالات اور سوانح حیات کا تفصیلی مطالعہ کرنا ہوتو ،اردو ادب میں اس سے بہتر کوئی کتاب نہیں مل سکے گی...

واقعی ڈاکٹر تقی عابدی کا یہ بے مثال ادبی کارنامہ ہے۔اردو ادب کے سرمایہ میں ایک گراں قدر اضافہ ہے۔جس کی اردو ادب میں یقیناً پذیرائی ہوگی...جس طرح فیضؔ اپنے دور سے آگے کی چیز تھے،اسی طرح ڈاکٹر تقی عابدی کا یہ کارنامہ فیضیات پر موجودہ عہد سے آگے کی چیز ہے۔مرور ایام کے ساتھ اس کی قدر و قیمت میں اضافہ ہوتا چلا جائے گا....

ایں سعادت بزور باز ونیست
تا نہ بخشند خدائے بخشندہ

وسیم افتخار انصاری (برہان پوری)
اسسٹنٹ پروفیسر،صدر شعبۂ اردو
مہارانی لکشمی بائی گورنمنٹ گرلس پی.جی.کالج
قلعہ میدان،اندور 452006 (ایم.پی.)
Mob:09827333039